© ڈاکٹر اسلم جمشید پوری

نام کتاب : ترسیل غالب

مرتبین : پروفیسر اسلم جمشید پوری، ڈاکٹر آصف علی رام پوری

معاونین : ڈاکٹر شاداب علیم، ڈاکٹر ارشاد سیانوی، ڈاکٹر الکا وششٹھ

اشاعت : 2022ء

قیمت : سات سو روپے

کمپوزنگ : سعید احمد سہارنپوری، محمد شمشاد

مطبع : آر. کے. آفسیٹ پروسیس، دہلی

ناشر : ڈاکٹر اسلم جمشید پوری

ISBN No. 978-81-8042-419-9

43

زیرِ اہتمام

پریم گوپال متل

پیش کش:

موڈرن پبلشنگ ہاؤس 9- گولا مارکیٹ، دریا گنج، نئی دہلی-110002

فہرست

مقدمہ اول	: پروفیسر اسلم جمشید پوری	9-12
مقدمہ دوم	: ڈاکٹر آصف علی	13-14
غالب اور صہبائی	: مالک رام	15-19
''غالب اور انقلاب ستاون''	: رشید حسن خاں	20-23
غالب کا نظریہ شاعری	: آل احمد سرور	24-35
غالب اور الہ آباد	: پروفیسر سید عقیل احمد رضوی	36-40
عہد غالب: کمال وزوال کے آئینے میں	: پروفیسر سید عین الحسن	41-52
غالب کا اردو کلام متداول اور غیر متداول کلام انیس (19) ماخذوں سے	: ڈاکٹر سید تقی عابدی (کناڈا)	53-74
رخش عمر اور تفہیم غالب	: پروفیسر یونس اگاسکر (ممبئی)	75-77
غالب اور نعت گوئی	: پروفیسر خالد محمود (دہلی)	78-83
غالب تحقیق کے موجودہ امکانات	: ڈاکٹر شمس بدایونی (بریلی)	84-94
غالب اور ترقی پسند فکر وشعور	: پروفیسر علی احمد فاطمی (الہ آباد)	95-105
غالب: آمد بانده اور انتخاب راہ	: پروفیسر صغیر افراہیم (علی گڑھ)	106-112
غالب کی سحر نویسی خطوط کے آئینے میں	: پروفیسر شہپر رسول (دہلی)	113-125
نو آبادیاتی نظام فکر اور مرزا غالب	: ڈاکٹر احمد خان، حیدر آباد	126-139
غالب کی ترقی پسندی اور جرمنی	: عارف نقوی (جرمنی)	140-143

۹۴

غالب کا استفہامیہ اسلوب شاعری	: پروفیسر اسلم جمشید پوری (میرٹھ)	144-155
سردار جعفری کے ''سرمایۂ سخن'' میں مطالعۂ غالب کا انفرادی رنگ	: ڈاکٹر عابد حسین حیدری، سنبھل	156-167
محمد حسن کا ڈراما کہرے کا چاند: ایک تجزیاتی مطالعہ	: پروفیسر محمد کاظم (دہلی)	168-194
غالب اور محبت اہل بیت	: نصیر وارثی (مدیر ورثہ، امریکا)	195-204
پہلی جنگ آزادی اور مرزا غالب	: ناصحہ عثمانی (الہ آباد)	205-212
مرزا اسد اللہ خاں غالب ظرافت کے آئینے میں	: ڈاکٹر بشریٰ بانو (لکھنؤ)	213-223
کلام غالب میں تعمیر گھر کا تصور	: ڈاکٹر زرینہ بیگم (الہ آباد)	224-232
میری تعمیر میں مضمر ہے..................	: ڈاکٹر ہما مسعود	233-244
غالب اور دستنبوہ	: ڈاکٹر وصی اعظم انصاری، لکھنؤ	245-249
غالب شناسی کے دو اہم ماخذات یادگار، غالب اور ذکر غالب کا تقابلی جائزہ	: ڈاکٹر رضاء الرحمٰن عاکف سنبھلی	250-260
غالب کی شاعری میں سماجی عناصر	: ڈاکٹر آصف علی	261-275
غالب کی شاعرانہ عظمت	: ڈاکٹر شاداب علیم	276-287
غالب کے غالب ہونے کا راز	: ڈاکٹر ارشاد سیانوی	288-293
خطوطِ غالب میں طنز و مزاح کے عناصر	: نوید خان	294-308
مرزا غالب اور میرٹھ	:	309
غالب اور انقلاب ستاون	: سید معین الرحمٰن (پاکستان)	310-312
مرزا غالب اور شیفتہ کے تعلقات مکتوب غالب کی روشنی میں	: ڈاکٹر صالحہ رشید، الہ آباد	313-318
۱۸۵۷ء اور غالب کے خطوط	: پروفیسر اسلم جمشید پوری	319-326
عہد غالب اور میرٹھ	: پروفیسر اسلم جمشید پوری	327-332
غالب کے تلامذۂ میرٹھ	: ڈاکٹر فوزیہ بانو	333-340
مولانا عبدالباری آسی الدنی کی غالب شناسی کا تنقیدی جائزہ	ابراہیم افسر	341-367

☆☆☆

ڈاکٹر وصی اعظم انصاری
لکھنؤ

غالب اور دستنبو

اردو کے منظوم و منثور قلم کار مرزا غالب نے جب ۲۷ر دسمبر ۱۷۹۶ء کو آگرہ میں آنکھیں کھولیں، اس وقت مغلیہ سلطنت کا زوال شروع ہو چکا تھا۔ سات سمندر پار سے آئی ہوئی قومیں اپنے قدم جما رہی تھیں اور ان کے اثرات روز بہ روز بڑھتے جا رہے تھے۔ پہلی بار مشرق کی بساط پر مغربی فکر، سیاست، معاشرت، تعلیم و تدریس کی شکل میں نمودار ہو رہی تھی۔ اندرونی اور بیرونی طاقتوں و قدروں میں اپنی سیادت کی برتری کو ثابت کرنے کے لئے معرکہ آرائی یقینی ہو گئی تھی۔ یہ معرکہ آرائی مئی ۱۸۵۷ء کو واقع ہوتی ہے، جسے تاریخ میں ۱۸۵۷ء کی ناکام بغاوت کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ اس معرکہ آرائی کے دوران مرزا غالب نے گوشہ نشینی اختیار کر لی تھی کیونکہ ہر طرف قتل و غارت گری اور لوٹ پاٹ کا بازار گرم تھا۔ مرزا غالب نے گوشہ نشینی کے دور میں قلم کو جنبش دی اور اس وقت کے خون چکاں حالات کو صفحہ قرطاس پر بکھیرنا شروع کر دیا جو "دستنبو" کی صورت میں ہمارے اور آپ کے سامنے ہے۔ اس کتاب کے ذریعہ مرزا غالب کی دولخت شخصیت ہمارے سامنے آتی ہے۔ جب ہم مرزا غالب کے خطوط اور ان کی غزلوں کا مطالعہ کرتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ۱۸۵۷ء کی بغاوت کی ناکامی، مغلیہ سلطنت کے زوال اور تہذیب کی جمی جمائی ہوئی محفلوں پر خون کے آنسو بہاتے ہیں اور کف دست ملتے ہیں لیکن جب دستنبو کا مطالعہ کرتے ہیں تو نا امیدی ہاتھ لگتی ہے۔ وہ دستنبو میں ایک طرف غدر کی مخالفت اور باغیوں کی جی بھر کر مذمت کرتے ہیں تو دوسری طرف انگریزوں کی مدح و ستائش کا کوئی بھی موقع ہاتھ سے نہیں جانے دیتے ہیں۔

شادی کے بعد جب غالب آگرہ سے دہلی اپنی ازدواجی زندگی گزارنے اور مستقل سکونت اختیار کرنے کی غرض سے آئے تو انہیں محسوس ہوا کہ مغلیہ سلطنت کا چراغ ٹمٹما رہا ہے اور بادشاہانہ کی سرمستیاں کافور ہو چکی ہیں۔ انہوں نے ۱۸۲۷ء میں تیس سال کی عمر میں کلکتہ کا سفر کیا جو ان کے ذہنی اور تخلیقی زندگی میں اہم اور نتیجہ خیز تبدیلی کا پیش خیمہ ثابت ہوا۔ کلکتہ میں ایک سال نو مہینوں کے قیام کے دوران انہوں نے انگریزوں کے بڑھتے ہوئے اثرات و اقتدار کو دیکھا